ہجرت نبویؐ سے اسلامی سال کا آغاز

تحریر:- سید آصف عمری

> **ہجری سال اسلام اور ایمان کی خاطر گھر بار' رشتہ قرابت دار' مال و دولت اور وطن کو چھوڑنے کی یاد دلاتا ہے۔**

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جو سراپا حرمت و عظمت والا مہینہ ہے۔ اسلام سے قبل بھی اس مہینہ کی حرمت و عظمت باقی تھی اسی طرح رجب' ذی القعدہ اور ذی الحجہ کا مہینہ بھی' قرآن مجید میں ان مہینوں کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے بلاشبہ مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے۔ اللہ کی کتاب میں جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' اس میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ دین مستحکم یہی ہے لہٰذا ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ ماہ محرم الحرام کی خصوصیت ایک یہ بھی ہے کہ امت مسلمہ کے لئے یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ چونکہ مذہب اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے سال کا آغاز کسی شخصی واقعہ پر ہوتا ہے لیکن اسلامی سال کی ابتداء واقعہ ہجرت سے ہوتی ہے۔ یہ سال ہجری آج بھی ہمیں فرمان نبوی ﷺ کی یاد دلاتا ہے۔ اسلام اور ایمان کے لئے تمہیں اپنا گھر بار رشتہ و قربت مال و دولت اور وطن کو بھی چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دے۔ لیکن سلام کو ہرگز نہ چھوڑو۔ کیونکہ ؎

ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی
ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی

اس ابتدائے سال میں مہاجرین کو مصیبت و تکالیف کے واقعات اور ایمان پر ان کی ثابت قدمی ہمیں دعوت و فکر و بصیرت دے رہی ہے کہ وحدانیت کے اقرار میں سب کچھ قربان کر کے ایمان کو بچالو یہی بندگی کا حق ہے۔ ذرا غور کرو اس مہینہ کو کیوں حرمت و عظمت ملی۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل کا فرعون کے ظلم سے نجات پانا دوسری وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا ہجرت کرنا۔ ہجرت تاریخ اسلام کا وہ عظیم واقعہ جس کی یاد سے ہمارے اندر ایمان و یقین 'صبر و استقامت' بے سروسامانی میں توکل و بھروسہ پیدا ہوتا ہے۔ اس عظیم واقعہ میں سال کے اختتام اور آغاز پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ کا پہلا سال ماہ محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد ہجرت پر رکھی گئی ہے۔ یہ دنیا کی دیگر قوموں کی یادگاروں کی طرح قوت کی کامرانیوں کی یاگار نہیں بلکہ کمزوری کی فتح مندیوں کی یادگار ہے۔

یہ اسباب و وسائل کی فراوانیوں کی یادگار نہیں بلکہ بے سروسامانیوں کی ــــــ یادگار ہے۔ یہ فتح مکہ کی یادگار نہیں جسے دس ہزار تلواروں کی چمک نے فتح کیا یہ فتح مدینہ کی یادگار ہے۔ جسے تلواروں کی چمک نے نہیں بلکہ ایک غربت زدہ بے سروسامان انسان کی روح ہجرت نے فتح کیا تھا۔ تم نے جنگ بدر اور اُحد کی فتح کو یاد رکھا۔ مگر مدینہ کی بے ہتھیار فتح تم نے فراموش کر دی۔ اسلام کے ظہور سے پہلے دنیا کی قوموں میں متعدد سن جاری تھے۔ جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا دور شروع ہوا تو دفاتر حساب و کتاب کے معاملات زیادہ وسیع ہو گئے اور ضرورت پیش آئی کہ ایک سن قرار دیا جائے۔ چنانچہ سن ہجری کا تقرر عمل میں آیا۔ جب حضرت عمر نے سن اور تاریخ کی ضرورت محسوس کی تو اگرچہ متمدن اقوام کے سنین رائج تھے۔ لیکن ان کی طبیعت ان کی طرف مائل نہ ہو سکی۔ کیونکہ قوم کا ـــــ اس کی پیدائش اور ظہور کی تاریخ ہوتا ہے۔ یہ اس کی قومی زندگی کی روایات قائم رکھنا اور قومی زندگی کے عروج کی ایک عظیم یادگار ہے۔ آج اگسٹس بکراماجیت اکبر اعظم کے نام ان کے سن کے اندر ہر روز

ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ سن کی ابتداء قرار دینے کے لئے جس قدر بھی سامنے کی چیزیں ہو سکتی تھیں۔ ان میں سے کسی چیز کی طرف ان کی نگاہ نہ گئی۔ ہجرت نبویؐ کا واقعہ جو آغاز اسلام کی بے سروسامانی اور کمزوریوں کی یاد تازہ کرتا تھا‘ اختیار کیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ مسلمانوں کا قومی سال قرار دینے کے لئے قدرتی طور پر جو چیزیں سامنے تھیں۔ نزولِ وحی کی ابتداء تھی۔ بدر کی تاریخ فتح تھی‘ مکہ کا فتح مندانہ داخلہ تھا‘ حجۃ الوداع کا اجتماع تھا‘ لیکن ان تمام واقعات میں سے کوئی واقعہ اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرت مدینہ پر نظر گئی جو نہ کسی پیدائش کا دن ہے نہ کسی ظہور کی شرکت نہ کسی جنگ کی فتح ہے بلکہ اس زمانے کی یاد تازہ کرتا ہے کہ آغاز اسلام کی بے سروسامانی اور ناکامی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ داعی اسلام کے لئے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ بے چارگی‘ مظلومیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن‘ اپنا گھر‘ اپنے عزیز و اقارب اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر صرف ایک رفیق غم گسار کے ساتھ رات کی تاریکی میں ہجرت کی تھی۔ دنیا کی تمام قومیں فتح واقبال سے اپنی تاریخ شروع کرتی ہیں‘ انہوں نے بے چارگی اور درماندگی سے اپنے تاریخ شروع کی۔ دنیا کی تمام قوموں کا فیصلہ یہ ہے کہ ان کی قومی تاریخ وقت سے شروع ہو۔ جب ان کی تاریخ کا سب سے بڑا انسان پیدا ہوا اور اس نے جنگ و قتال کے میدانوں میں فتح حاصل کی۔ لیکن حضرت عمرؓ اور اصحاب کرام کا یہ فیصلہ تھا کہ ان کی تاریخ کی ابتداء میں سب سے بڑے انسان کی نہیں بلکہ سب سے بڑے عمل کی پیدائش ہو۔ جنگ کے میدانوں میں نہیں بلکہ صبر و استقامت کے میدانوں میں فتح حاصل ہوئی۔ دنیا کی تمام قوموں کا یقین تھا کہ ان کی طاقت و شوکت کی بنیاد اس وقت پڑی جب انہوں نے ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسلام کی تاریخ کا آغاز اس وقت ہوا جبکہ اپنا ملک و وطن بھی ترک کر دیا۔ واقعہ ہجرت دراصل بے شمار اعمال کا مجموعہ تھا۔ دنیا کی نظروں میں اسلام کے ظہور واقبال کا دور دوسرا دور تھا۔ کیونکہ اسی دور میں اسلام کی پہلی غربت ختم ہوئی لیکن خود اسلام کی نظروں میں اس کی زندگی کا اصلی دور دوسرا دور نہیں بلکہ پہلا دور تھا۔

مکہ ہتھیاروں سے فتح ہوا مگر مدینہ ہتھیار سے نہیں ہجرت سے فتح ہوا۔ آغاز اسلام کا پہلا دور جو بعثت سے شروع ہو کر ہجرت پر ختم ہوا یہ دراصل جماعت کے استعداد کا دور تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی تیرا سالہ مکی زندگی کا ہر دن اسلام اور اسلام لانے والوں کے لئے چیلنج کر رہا تھا آپ ہر چیلنج کا جواب بڑی رحم دلی‘ صبر و استقامت اور اخلاق اسوہ و کردار سے دیتے آ رہے تھے۔ کشمکش ایک فیصلہ کن مرحلہ سے گزر رہی تھی کہ کھل کر باطل کا مقابلہ کر سکے‘ دشمنوں نے جب بائیکاٹ کر دیا کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے ماننے والوں کو شعب ابی طالب میں رہنا پڑا اور بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرنی پڑی‘ گھاٹی سے آنے کے بعد آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو مدینہ جانے کا حکم دیا۔ مگر خود آپ مصیبتیں جھیلتے رہے۔ اللہ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا۔ مگر خود آپ مصیبتیں جھیلتے رہے۔ جب اللہ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا تو آپ نے مکہ کو خیر باد کہا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم تو سب سے بہترین زمین ہے اور اللہ کی نگاہ میں سب سے بڑھ کر محبوب اگر یہاں سے مجھے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔ پھر آپؐ نے غار ثور میں اپنے دوست ابوبکرؓ کے ساتھ پناہ لی اور تین دن کے بعد وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ مہاجرین کی تعداد جوں جوں بڑھ رہی تھی۔ مدینہ میں دعوت اسلام مضبوط ہو رہی تھی اب اسلام کو پھیلنے کے لئے مرکز مل چکا تھا۔ لوگ جوق در جوق اسلام کے سایہ میں پناہ لے رہے تھے دس محرم الحرام جس کو عاشورہ کہا جاتا ہے۔ جسکی مختصر تاریخ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات دی اس خوشی کا اظہار کرتے ہوئے روزہ رکھا تھا اور یہودی اس طرح کرتے آرہے تھے جب اللہ کے رسولؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ قوم بنی اسرائیل اور موسیٰ کو اللہ نے فرعون کے ظلم سے نجات دی تھی تو آپ نے فرمایا کہ ہم تو حضرت موسیٰ کی اسی سنت کے زیادہ مستحق ہیں چنانچہ آپ نے اپنی امت کو تلقین فرمائی کہ نو‘ دس یا دس گیارہ محرم کو روزہ رکھے مگر جب

بقیہ صفحہ نمبر 34

اسلامی سال دیگر قوموں کی یادگاروں کی طرح قوت کی کامرانیوں‘ اسباب ووسائل کی فراوانیوں کی یادگار نہیں بلکہ کمزوری کی فتح مندیوں اور بے سروسامانیوں کی یادگار ہے۔